رکعت رُکوع کی تحقیق
مُفسرِ اعظم پاکستان، شیخ الحدیث والقرآن پیرِ طریقت، رہبرِ شریعت
رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ
مُفتی محمد فیض احمد اُویسی
www.faizahmedowaisi.COM

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

اَلصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ عَلَيْكَ يَا رَحْمَةً لِّلْعَالَمِيْنَ ﷺ

رکعتِ رکوع کی تحقیق

از

فیضِ ملت، آفتابِ اہلسنت، امام المناظرین، مُفسرِ اعظم پاکستان

حضرت علامہ الحافظ مفتی ابوالصالح محمد فیض احمد اُویسی رضوی نوراللہ مرقدہٗ

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْم

امابعد! حنفیوں کے نزدیک رکوع میں ملنے والا مقتدی کامل رکعت پالیتا ہے اسی لئے اُسے رکوع کی تکمیل پر رکعت علیحدہ نہیں پڑھنی وہ رکعت ہوگئی مثلاً کوئی شخص صبح کی نماز باجماعت کی پہلی رکعت کے رکوع میں شامل ہوا تو یہ مقتدی دوسری رکعت پر امام کے ساتھ سلام پھیر دے۔اُس کی پہلی رکعت کامل ہے اور دوسری بھی۔بعض غیرمقلدین اس رکوع والی رکعت کو رکعت تسلیم نہیں کرتے بلکہ وہ اس رکعت کو اس لئے شمار نہیں کرتے کہ چونکہ فاتحہ نہیں پڑھی گئی اسی لئے یہ رکعت نہ ہوئی۔ہم حنفی کہتے ہیں کہ فاتحہ خلف الامام جائز ہی نہیں کیونکہ امام کی قراۃ مقتدی کے لئے کافی ہے اس رکوع والی رکعت کا اکمل رکعت ہونا احادیث مبارکہ سے ثابت ہے۔

جیسا کہ فقیر اُویسی غفرلہٗ قرأت خلف الامام میں ثابت کرے گا اور چند دیگر روایات خود غیرمقلدین کے پیشواؤں کے فتاویٰ سے حاضر کررہا ہے ان احادیثِ مبارکہ کے پیش نظر یا تو غیرمقلدین تسلیم کریں کہ قراۃ خلف الامام ناجائز ہے اور جن احادیث میں فاتحہ نماز میں پڑھنا آیا ہے وہ منفرد یا امام کے لئے ہے ورنہ ہم حق بجانب ہیں۔جب کہ ہم کہتے ہیں کہ اہلحدیث نہیں بلکہ منکرین حدیث ہیں اگر چند احادیث پر ان کا عمل ہے تو وہ صرف اِنکے خود ساختہ نظریے کے مطابق ہے ورنہ اکثر احادیث سے انکار ہے منجملہ ان کے رکوع میں رکعت کی تکمیل والی روایات ہیں۔

احادیث و فتاویٰ اکابر غیرمقلدین: چند احادیث وفتاویٰ اکابرین کے ملاحظہ ہوں۔

عَنْ أَبِی هُرَیْرَةَ :أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ -صَلَّى اللَّهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ-قَالَ ":مَنْ أَدْرَكَ رَكْعَةً مِنَ الصَّلَاةِ فَقَدْ أَدْرَكَهَا قَبْلَ أَنْ یُقِیمَ الْإِمَامُ صُلْبَهُ

(سنن الداراقطنی، کتاب الصلاۃ،باب من أدرك الامام قبل اقامةصلبه فقد أدرك الصلاۃ،الجزء۳، الصفحة ۱۵٤،الحدیث ۱۳۲۹)

(مرقاۃالمفاتیح شرح مشکاۃ المصابیح، کتاب الصلاۃ، باب ما علی المأموم من المتابعةو حکم المسبوق،الفصل الثانی ،صفحه ۸۸۰، دارالفکر)

یعنی حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا جو کوئی امام کے سر اُٹھانے سے پہلے رکوع میں آکر ملے اُس کی رکعت ہوگئی۔

فائدہ: ان احادیث مبارکہ کے بعد مزید دلائل کی ضرورت نہیں ضد نہ ہو تو احادیث کی موجودگی میں اور دلیل کیا ہو۔

منکرین کی طرف سے جوابات: چونکہ منکرین اپنی ضد کے پکے ہیں وہ سمجھتے ہیں کہ ہم احادیث تسلیم کرلیں تو ان کے مذہب پر حرف آتا ہے کہ سورۃ فاتحہ ہر رکعت میں پڑھنا واجب ہے اور ان احادیث سے یقین ہوتا ہے کہ سورۃ فاتحہ ہر رکعت میں مقتدی پر واجب نہیں اسی لئے ان احادیث کی تاویل میں خاصہ ہاتھ پاؤں مارا ہے لیکن بے سود۔ چند نمونے ملاحظہ ہوں۔

غیر مقلد: مدرک رکوع کی رکعت کے قائلین کہتے ہیں:

(۱) اگر ابوبکر مدرک رکوع کو مدرک رکعت نہ جانتے تو پھر دوڑنے کی کیا ضرورت تھی۔

(۲) اور **لاتعد** مت لوٹا تو یعنی نماز کو۔ رسول اللہ ﷺ کا فرمان ہے حالانکہ استدلالاً دونوں باتیں غلط اور غیر صحیح ہیں۔

قَالَ ابْنُ الْمُنِيرِ صَوَّبَ النَّبِيُّ -صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ- فِعْلَ أَبِي بَكْرَةَ مِنَ الْجِهَةِ الْعَامَّةِ وَهِيَ الْحِرْصُ عَلَى إِدْرَاكِ فَضِيلَةِ الْجَمَاعَةِ ، وَخَطَّأَهُ مِنَ الْجِهَةِ الْخَاصَّةِ

(فتح الباری شرح صحیح البخاری،أبواب صفة الصلاة،باب إذا ركع دون الصف،رقم الحديث ٧٤١، الجزء٣، الصفحة ١٦٤)

یعنی نبی پاک ﷺ نے ایک جہت سے ابوبکرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے فعل جماعت کی فضیلت کے پالینے کی حرص کو درست قرار دیا ہے اور دوسری جہت (طرف) سے خطاوار ٹھہرایا ہے۔

اب ہم نے دیکھنا یہ ہے کہ ابوبکرہ سے کون سی خطا اور غلطی ہوئی جس سے رسول اللہ ﷺ نے روکا اور اس سے ابوبکرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہٗ کے دوڑنے کی وجہ بھی معلوم ہوگئی۔

نماز میں دوڑ دوڑ کر ملے تھے جیسا کہ مترجم حدیث مذکور کے ترجمہ سے ظاہر ہے اور ابن السکن کے الفاظ ہے:

فَانطَلَقْتُ أَسْعَى حَتَّى دَخَلْتُ فِي الصَّفِّ

(التلخيص الجير فی تخريج احاديث الرافعی الكبير، الباب شروط الصلاة، جلد٢، الصفحة ٧١)

یعنی میں دوڑتا ہوا صف میں داخل ہوا۔

یہ ابوبکرہ کی غلطی تھی رسول اللہ ﷺ نے اس سے اُن کو روکا جیسے کہ دوسری حدیث میں آتا ہے:

إِذَا سَمِعْتُمُ الْإِقَامَةَ فَامْشُوا إِلَى الصَّلَاةِ وَعَلَيْكُمْ بِالسَّكِينَةِ وَالْوَقَارِ وَلَا تُسْرِعُوا

(صحيح البخاری، كتاب الأذان،باب لا يسعى إلى الصلاة وليأت بالسكينة والوقار، الجزء٣، الصفحة١٥، الحديث ٦٠٠)   (كنزالعمال، جلد٧، الصفحة ٦٤٥)

یعنی نماز کی طرف دوڑ کر مت آؤ۔

(۲) صف کے برابر کھڑے ہونے سے پہلے تکبیر تحریمہ کہہ کر رکوع کیا اور پھر اُسی حالت میں ہی چل کر صف میں ملے جیسا کہ حدیث کے ترجمے سے بھی ظاہر ہے۔ بخاری شریف میں ہے: أَنْ يَصِلَ إِلَى الصَّفِّ

(صحيح البخاری،أبواب صفة الصلاة،باب إذا ركع دون الصف،الجزء٣، الصفحة ٢٥٠، الحديث ٧٤١)

اور ابو داؤد کے الفاظ أَيُّكُمُ الَّذِي رَكَعَ دُوْنَ الصَّفِّ ثُمَّ مَشَىٰ إِلَى الصَّفِّ

(سنن أبی داود، كتاب الصلاة،باب الرجل يركع دون الصف،الجزء٢، الصفحة ٣٣٢،الحديث ٥٨٦)

اور مصنف حماد بن سلمہ کے الفاظ فَرَكَعَ ثُمَّ دَخَلَ الصَّفَّ وَهُوَ رَاكِع اِسی بات پر دلالت کر رہے ہیں۔ یہ ابوبکرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی غلطی تھی۔ یعنی خارج از صف تکبیر کہنا اور رکوع کرنا اور پھر اسی حال میں چل کر صف میں ملنا منع ہے۔

(نيل الأوطار،أبواب موقف الإمام والمأموم وأحكام الصفوف،باب ما جاء فی صلاة الرجل فذا ومن ركع أو أحرم دون الصف ثم دخله،الجزء٥، الصفحة ١٧١)

(التلخيص الحبير فی تخريج أحاديث الرافعی الكبير، كتاب الصلاة،باب شروط الصلاة، الجزء٢، الصفحة ١٧، الحديث ٤٥٨)

إِذَا أَتَى أَحَدُكُمُ الصَّلَاةَ فَلَا يَرْكَعْ دُونَ الصَّفِّ حَتَّى يَأْخُذَ مَكَانَهُ مِنَ الصَّفِّ

(فتح الباری لابن حجر،باباب إذا ركع دون الصف،الجزء٣، الصفحة ١٦٤،الحديث ٧٤١)

(روضة المحدثين، الباب ٣٠١، الجزء ١، الصفحة ٣٠١)

یعنی جب کوئی نماز کے لئے آئے تو صف کے پیچھے رکوع نہ کرے یہاں تک کہ صف میں اپنی جگہ پکڑ لے۔

ابوبکرہ سے جو خطا ہوئی اسی سے رسول اللہ ﷺ نے **لاتعدد** کہہ کر منع فرمایا کہ آئندہ ایسا نہ کرنا۔

شراح حدیث نے بھی اس کا یہی مفہوم بیان فرمایا ہے۔ حافظ ابن حجر "تلخیص الحیر" میں لکھتے ہیں یعنی خارج از صف آئندہ تکبیر کہنے سے منع فرمایا۔

(۲) لَا تَعُدْ فِي إِبْطَاءِ الْمَجِيءِ إِلَى الصَّلَاةِ

یعنی نماز کی طرف تاخیر سے آنے کی طرف مت لوٹ۔

(۳) لَا تَعُدْ إِلَى دُخُولِكَ فِي الصَّفِّ وَأَنْتَ رَاكِعٌ

یعنی صف میں رکوع کی حالت میں داخل ہونے کی طرف مت لوٹ۔

(۴) لَا تَعُدْ إِلَى إِتْيَانِ الصَّلَاةِ مُسْرِعًا

یعنی نماز کی طرف دوڑ کر آنے کی طرف مت لوٹ۔

(التلخیص الجیر فی تخریج احادیث الرافعی الکبیر، الباب شروط الصلاۃ،الجزء۲، الصفحة ۷۱)

امام بخاری نے خود اس کا معنی بیان فرما دیا ہے۔

قال البخاری فَلَيْسَ لِأَحَدٍ أَنْ يَعُودَ لِمَا نَهَى النَّبِيُّ - صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ۔

(عون المعبود،باب فی الرجل یدرك الامام مساجدا کیف یصنع،الجزء۲، الصفحة۳۸۵،

الحدیث ۷۵۹) (جزاء القرارة ،صفحه ۷۱)

یعنی کسی کے لئے حق نہیں ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے منع کردہ کام کو دوبارہ کرے۔

تبصرہ اُویسی غفرلہٗ: اتنا طویل بیان اور اس پر متعدد حوالے اس لئے لکھ مارے تا کہ عوام سمجھیں کہ غیر مقلد صاحب نے کوئی بہت بڑا پہاڑ ڈھایا ہے لیکن یقین جانیے اس تمام مضمون میں الٹا حنفیوں کی تائید کی ہے اس لئے حنفی بھی یہی کہتے ہیں کہ صف سے خارج نیت باندھنا اور نماز کے لئے دوڑ کر آنا پھر صف میں داخل ہونے کے لئے چلنا وغیرہ وغیرہ۔ان تمام اُمور کو احناف ناروا سمجھتے ہیں احناف نے اس روایت سے یہ ثابت کیا ہے کہ ابوبکرہ صحابی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی خطاؤں کے باوجود نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ تو فرمایا ہے کہ **لاتعد** (آئندہ ایسا نہ کرنا) یہ نہیں فرمایا کہ تیری رکعت نہ ہوئی یا فرمایا ہو کہ اسے لوٹا جیسے بخاری شریف کی روایت میں ہے کہ

ایک صحابی سے تعدیل ارکان ادا نہ ہوئے تو اس سے تین بار نماز کا اعادہ کرایا لیکن جب دیکھا کہ وہ نماز پھر بھی غلط پڑھتا ہے تو اسے تعدیل ارکان نماز نہیں لوٹائی بلکہ صرف فرمایا ہے کہ تو نے جو دو تین غلطیاں کی ہیں یہ آئندہ ایسا نہ کرنا۔

اس غیر مقلد اور لفظ **لاتعد** کے بارے میں حافظ ابنِ حجر لکھتے ہیں:

"(وَلَا تَعُدْ) "ضَبَطْنَاهُ فِي جَمِيعِ الرِّوَايَاتِ بِفَتْحِ أَوَّلِهِ وَضَمِّ الْعَيْنِ مِنَ الْعَوْدِ أَيْ إِلَى مَا صَنَعْتَ مِنَ السَّعْيِ الشَّدِيدِ ثُمَّ الرُّكُوعِ دُونَ الصَّفِّ ثُمَّ مِنَ الْمَشْيِ إِلَى الصَّفِّ

(فتح الباری، کتاب الاذان، الباب اذا رکع دون الصف ،الجزء۳، الصفحة ۱۶۴،الحدیث ۷۴۱)

یعنی لفظ **لاتعد** تمام روایات میں "ت" کی زبر اور عین کے ضمہ (پیش) کے ساتھ ہے عود سے بنا ہے معنی یہ ہے کہ تیز

دوڑنے پھرصف کے درے رکوع کرنے پھر صف کی طرف چلنے کی طرف لوٹ۔

فَلَا يَجُوزُ الْعَوْدُ إِلَى مَا نَهَى عَنْهُ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

(فتح الباری، کتاب الاذان، الباب اذا رکع دون الصف ،الجزء٣، الصفحة١٦٤)

وَقَالَ الشَّيْخُ الْجَزَرِيُّ " :لَا تَعُدْ "بِفَتْحِ التَّاءِ وَضَمِّ الْعَيْنِ وَإِسْكَانِ الدَّالِ مِنَ الْعَوْدِ ، أَيْ :لَا تَعُدْ ثَانِيًا إِلَى مِثْلِ ذَلِكَ الْفِعْلِ ، وَهُوَ الْمَشْيُ إِلَى الصَّفِّ فِي الصَّلَاةِ ، وَإِنْ كَانَتِ الْخُطْوَةُ وَالْخُطْوَتَانِ لَا تُفْسِدُ الصَّلَاةَ ، فَالْأَوْلَى التَّحَرُّزُ عَنْ ذَلِكَ ، وَيَحْتَمِلُ أَنْ يَكُونَ نَهَاهُ عَنِ اقْتِدَائِهِ مُنْفَرِدًا ، وَيَحْتَمِلُ أَنْ يَكُونَ عَنْ رُكُوعِهِ قَبْلَ الْوُصُولِ إِلَى الصَّفِّ ، وَالظَّاهِرُ أَنَّهُ نَهَى عَنْ ذَلِكَ كُلِّهِ

(مرقاة المفاتيح شرح مشكاة المصابيح، كتاب الصلاة،باب الموقف،الجزء٥،الصفحة٢٧٣)

یعنی لاتعد میں'ت' کی زبر'عین' کے ضمہ اور'دال' کے سکون کے ساتھ عود سے ہے یعنی اس قسم کا فعل (رکوع کی حالت میں چلنا) آئندہ نہ کرنا اور یہ بھی احتمال ہے کہ اکیلے اقتداء کرنے سے منع فرمایا اور یہ بھی احتمال ہے کہ صف تک پہنچنے سے پہلے رکوع کرنے سے منع فرمایا اور ظاہر یہی ہے کہ سب سے منع فرمایا۔

محمد بن اسمٰعیل یمانی فرماتے ہیں: وَالْأَقْرَبُ رِوَايَةُ أَنَّهُ لَا تَعُدْ مِنَ الْعَوْدِ أَيْ لَا تَعُدْ سَاعِيًا إِلَى الدُّخُولِ قَبْلَ وُصُولِك الصَّفَّ

(سبل السلام، كتاب الصلاة،باب دخل فی الصلاة قبل الصف ثم دخل فی الصف،الجزء٢، الصفحة٣٤٦و٣٤٧)

یعنی روایت کے اعتبار سے لاتعد عود سے ہے یعنی صف تک پہنچنے سے پہلے رکوع کرنے سے منع فرمایا اور ظاہر یہی ہے کہ سب سے منع فرمایا ہے۔

یعنی روایت کے اعتبار سے: وَلَا تُعِدْ بِضَمِّ التَّاءِ وَكَسْرِ الْعَيْنِ مِنَ الْإِعَادَةِ، أَيْ:لَا تُعِدْ، وَأَبْعَدُ مِنْهُ مَنْ قَالَ:إِنَّهُ بِإِسْكَانِ الْعَيْنِ، وَضَمِّ الدَّالِ مِنَ الْعَدْوِ،أَيْ:لَا تُسْرِعْ،وَكِلَاهُمَا لَمْ يَأْتِ بِهِ رِوَايَةٌ

(مرقاة المفاتيح شرح مشكاة المصابيح، كتاب الصلاة،باب الموقف،الجزء٥،الصفحة٢٧٣)

بہت بعید بات کہی ہے اور جس نے لاتعد کہا ہے اس نے اُس سے بھی زیادہ بعید بات کہی ہے اور دونوں کے لئے کوئی روایت بھی ثابت نہیں ہے۔اس سے واضح ہوگیا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ابوبکرہ کو اُس چیز سے آئندہ کے لئے روکا جس میں اُن سے خطا ہوئی تھی۔

تبصرہ اُویسی: اس لمبی چوڑی عبارت کا بھی وہی حال ہے جو پہلی عبارت کا ہے اس میں بھی الحمدللہ احناف کی تائید کردی جو حنفی کہتے ہیں غیرمقلد اتنے حوالے دے کر حنفیوں کی توثیق کردی وہی کہ (۱) نماز کے لئے تیز نہ دوڑنا (۲) صف سے باہر نیت کر کے رکوع کرنا (۳) صف میں ملنے کے لئے چلنا۔ الحمدللہ یہ جملہ ہمارے احناف کے نزدیک بھی ممنوع ہیں۔

سوال تو بحال رہا کہ اس صحابی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے ایسے حرص کی تعریف کر ڈالی اور دعا بھی دی لیکن نماز کو لوٹانے کا نہ فرمایا جیسے دوسرے صحابی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے نماز بار بار دہرائی اور یہاں کا سکوت جواز کی دلیل ہے یعنی جو اُمور ممنوع تھے انہیں روک دیا اور جو عمل جائز تھا اس سے ساکت اور علم الحدیث کا قاعدہ ہے کہ رسول اللہ ﷺ کا کسی عمل کو دیکھ کر نہ روکنا اس پر آپ کی تائید کی دلیل ہے۔ السکوت من الرضا

مشہور قاعدہ ہے بلکہ رسول اکرم ﷺ نے خاموشی اختیار کر کے رکوع میں ملنے والے کی رکعت پر مہر ثبت فرمادی جس میں احناف کی بھرپور تائید ہے۔ (الحمد للہ علیٰ ذلک)

چوری سینہ زوری: انصاف پسند غیرمقلدین کی تصریحات فقیر نے پہلے لکھ دی ہیں لیکن افسوس ہے منکرین یعنی ان غیرمقلدین کا جو اپنی ضد کو سچا کرنے کے لئے بخاری شریف کی صریح اور صحیح حدیث میں ہیرا پھیری بلکہ سینہ زوری کر رہے ہیں چنانچہ ملاحظہ ہو وہی غیرمقلد یہاں تھک ہار کر آخر جواب لکھتا ہے۔

باقی رہی یہ بات کہ وہ رکعت ہوئی یا نہیں تو بخاری شریف کی اس روایت میں قطعاً اس کا ذکر بلکہ احتمال تک نہیں ہے اور نہ حدیث کے الفاظ پر دلالت کرتے ہیں اسی لئے علامہ شوکانی لکھتے ہیں:

فَلَيْسَ فِيهَا مَا يَدُلُّ عَلَى مَا ذَهَبُوا إِلَيْهِ ، لِأَنَّهُ كَمَا لَمْ يَأْمُرْهُ بِالْإِعَادَةِ لَمْ يُنْقَلْ إِلَيْنَا أَنَّهُ اعْتَدَّ بِهَا

(نيل الأوطار،أبواب صفة الصلاة،باب ما جاء فى قراءة المأموم و إنصاته إذا سمع إمامه،

الجزء٣،الصفحة٣٧٧)

(عون المعبود، كتاب الصلاة،باب ما فى الرجل يدرك الإمام وهو ساجدا، الجزء٢،

الصفحة٣٨٥،الحديث٧٥٩)

یعنی اس میں اُن کے لئے کوئی دلیل نہیں ہے کیونکہ جیسے رکعت کے لوٹانے کا حکم نہیں دیا تو رکعت کو شمار کرنا بھی منقول نہیں ہے۔ اور فیصلہ کن امر یہ ہے کہ دیگر کتب میں اسی حدیث کے آخر میں رسول اللہ ﷺ کا یہ فرمان ابوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے لئے موجود ہے۔

صَلِّ مَا أَدْرَكْتَ وَاقْضِ مَا سَبَقَكَ

(صحیح مسلم،باب استحباب إتيان الصلاة بوقار و سكينة،كتاب المساجد و مواضع الصلاة، الجزء٣، الصفحة٢٧٢،الحديث٩٤٧)

(صحيح أحمد،باقي مسند المكثرين،مسند أبي هريرة رضى الله عنه،الجزء١٩،الصفحة١٩٢، الحديث٩١٤٩)

یعنی جونماز پالی وہ پڑھ لواور جورہ گئی اُس کو پورا کرلو۔

اس سے معلوم ہوگیا کہ ابوبکرہ کی رکوع میں ملنے والی رکعت نہیں ہوئی اور پھر اگر **لاتعد** پڑھا بھی جائے تو اس کے معنی یہ ہے کہ تو اپنے فعل (صف سے پیچھے رکوع کرنے ،دوڑ کر ملنے اور رکوع کی حالت میں چلنے)کو آئندہ مت لوٹا۔نماز کے نہ لوٹانے کا ذکر کہاں سے نکالا گیا اس کا کوئی ثبوت نہیں ہے اور ہمارا بیان کردہ معنی حدیثوں سے ثابت ہے جیسے گزر چکا ہے۔

تبصرہ اُویسی غفرلہ: شوکانی (غیرمقلد) کی جہالت کہنی چاہیے کہ بخاری شریف جیسی صحیح حدیث میں اپنی من مانی کررہا ہے بھلا یہ کہاں کا قاعدہ ہے کہ حضور ﷺ کی حدیث تقریری کا صاف انکار کردیا جائے محض دھوکہ دہی کے لئے کہہ دینا کہ حضور ﷺ نے ابوبکرہ صحابی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کونماز کے اعادہ نہ کرنے کا نہیں فرمایا تو اس کا معنی یہ ہوا کہ غیر مقلدین کے نزدیک حدیث فعلی قولی ہے اوران کے نزدیک حدیث تقریری کوئی شئے نہیں۔حالانکہ جاہل سے جاہل وہابی غیرمقلد بھی ماننے کو تیار نہ ہوگا کہ حدیث تقریری کوئی شئے نہیں ثابت ہوا کہ یہ غیرمقلدین شوکانی سمیت کئی کی چوری ہے اور سینہ زوری بھی۔

اور طبرانی کی روایت لکھ کر غیرمقلد گول کرگیا ہے حالانکہ وہ بھی ہمارے مؤید ہے کہ اے ابوبکرہ یہ غلطیاں نہ کرنا ہاں جو رکعت رہ گئیں وہ پوری کرلے نہ یہ کہ یہی رکوع والی رکعت نہ ہوتی۔

حنفی دلیل: احناف مندرجہ ذیل حدیث ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ پیش کرتے ہیں تو اس کا جواب وہابی سے سنئیے۔

دوسری دلیل: عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِذَا جِئْتُمْ إِلَى الصَّلَاةِ وَنَحْنُ سُجُودٌ فَاسْجُدُوا وَلَا تَعُدُّوهَا شَيْئًا وَمَنْ أَدْرَكَ الرَّكْعَةَ فَقَدْ أَدْرَكَ الصَّلَاةَ

(سنن ابی داود، كتاب الصلاة، الباب فى الرجل يدرك الامام ساجدا كيف يصنع ،الجزء ٣، الصفحة٦٣،الحديث٧٥٩)

(المستدرك على صحيحين،ومن كتاب الإمامة ، وصلاة الجماعة كتاب الصلاة، الباب أما حديث عبد الرحمن بن مهدى،الجزء٣، الصفحة١٨،الحديث٩٦٢)

یعنی حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا جس وقت سجدہ کی حالت میں آکر ملوتو

اُس وقت اس رکعت کوشمار نہ کرواور جوکوئی رکوع میں آ کر ملے اُس نے نماز پائی۔

کسی حدیث سے رکوع میں ملنے والے کی رکعت شمار کرنے پر استدلال کرنا کئی وجہ سے مخدوش غلط ہے۔

(۱) یہ حدیث سند کے لحاظ سے ضعیف ہے اس لئے قابلِ حجت نہیں ہے اس کی سند میں ایک راوی یحیٰی ہمان ہے جس کے متعلق امام بخاری فرماتے ہیں: منکر الحدیث قال ابو حاتم یکتب حدیثه و هولیس بالقوی میزان۔

(فتاویٰ ستاریه ،جلد ۱ ، صفحه ۵۵)

اگر چہ اس حدیث کو بوجہ راویوں کے منکر ہونے سے ضعیف کہا گیا ہے جس کو ہم بھی تسلیم کرتے ہیں اقرار کے باوجود پھر یہ حدیث کیوں پیش کی جاتی ہے۔

(۲) یحیٰی نے یہ روایت زیداورابن المقبر ی سے نہیں سنی ہے لہٰذا سند کے منقطع ہونے کی وجہ سے یہ روایت ضعیف ہے۔

وَلَمْ يَتَبَيَّنْ سَمَاعُهُ مِنْ زَيْدٍ وَلَا مِنَ ابْنِ الْمَقْبُرِيِّ وَلَا يَقُومُ بِهِ الْحُجَّةُ۔

(عون المعبود،باب فی الرجل یدرك الامام مساجدا كيف يصنع،الجزء۲، الصفحة۳۸۵،الحديث۷۵۹)

(جزة القرارة للبخارى، جلد۱ ،صفحه ۱۰۸ ،طبع گواجرانواله)

(۳) اس حدیث کے راوی حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا فتویٰ اس کے خلاف ہے فرماتے ہیں:

لا يُجْزِئُكَ إِلا أَنْ تُدْرِكَ الإِمَامَ قَائِمًا قَبْلَ أَنْ يَرْكَعَ

(عون المعبود،باب فی الرجل یدرك الامام مساجدا كيف يصنع،الجزء۲، الصفحة۳۸۵، الحديث ۷۵۹)

(جزاء القراۃ ،صفحه ۷۰)

یعنی جب تک امام کو کھڑے ہونے کی حالت میں رکوع سے پہلے نہ پاؤ تو رکعت نہیں ہوگی۔

حافظ ابنِ حجر فرماتے ہیں رحمۃ اللہ علیہ وَهَذَا هُوَ الْمَعْرُوفُ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ مَوْقُوفًا ، وَأَمَّا الْمَرْفُوعُ فَلَا أَصْلَ لَهُ

(عون المعبود، كتاب الصلاة،باب ما فی الرجل يدرك الإمام وهو ساجدا،الجزء۲، الصفحة۳۸۵،الحديث۷۵۹)

(۴) اس حدیث میں لفظ رکعت ہے نہ کہ رکوع اور رکعت کا اطلاق قیام رکوع سجدتین اور ارکان واذ کار پر حقیقت شرعیہ ہے اور رکعت بمعنی رکوع مراد لینا مجازی ہے حقیقت شرعیہ کے ہوتے ہوئے مجازی معنی لینا تمام اُصولیین کے نزدیک غلط ہے۔

لِأَنَّ الرَّكْعَة حَقِيقَة لِجَمِيعِهَا ، وَإِطْلَاقهَا عَلَى الرُّكُوع وَمَا بَعْده مَجَاز لَا يُصَار إِلَيْهِ إِلَّا لِقَرِينَةٍ كَمَا وَقَعَ عِنْد مُسْلِم مِنْ حَدِيث الْبَرَاء بِلَفْظِ :فَوَجَدْت قِيَامه فَرَكْعَته فَاعْتِدَاله فَسَجْدَته ، فَإِنَّ وُقُوع الرَّكْعَة فِي مُقَابَلَة الْقِيَام وَالِاعْتِدَال وَالسُّجُود قَرِينَة تَدُلّ عَلَى أَنَّ الْمُرَاد بِهَا الرُّكُوع ، وَهَاهُنَا لَيْسَتْ قَرِينَة تَصْرِف عَنْ حَقِيقَة الرَّكْعَة ، فَلَيْسَ فِيهِ دَلِيل عَلَى أَنَّ مُدْرِك الْإِمَام رَاكِعًا مُدْرِك لِتِلْكَ الرَّكْعَة

(عون المعبود،باب فی الرجل یدرك الامام مساجدا کیف یصنع،الجزء۲، الصفحة۳۸۵، الحدیث۷۵۹)

یعنی حقیقت میں رکعت تمام چیزوں کے مجموعہ کا نام ہے اور اُس کا رکوع پر اطلاق مجاز ہے اور بغیر قرینہ صارفہ کے مجازی معنیٰ نہیں لیا جا سکتا اور حقیقت رکعت سے پھیرنے کے لئے یہاں کوئی قرینہ موجود نہیں ہے۔ لہٰذا اس میں کوئی دلیل نہیں ہے کہ رکوع میں ملنے والے کی رکعت ہو جائے گی نیز اس میں دو مجاز کا ارتکاب بلا دلیل کرنا پڑتا ہے۔ ایک رکعت بمعنی رکوع اور دوسرا الصلوٰۃ بمعنی رکعت کیونکہ اس کے بغیر ان کا مطلب حل نہیں ہو سکتا کیونکہ رکوع میں ملنے سے پوری نماز کے ہونے کا کوئی بھی قائل نہیں ہے۔

(۵) اس حدیث کا مطلب ہے کہ اگر کسی انسان کو مجبوری کی وجہ سے (کافر مسلمان ہوا، نابالغ بالغ ہوا، حیض والی پاک ہوگئی وغیرہ) صرف ایک رکعت پڑھنے کا وقت اصلی ملا تو دوسری رکعت ہر بار رکعات بعد میں پوری کرے تو نماز ہو جائے گی۔

أَنَّهُ أَدْرَكَ الْوَقْتَ فَإِذَا صَلَّى رَكْعَةً أُخْرَى فَقَدْ كَمُلَتْ صَلَاتُهُ ، وَهَذَا قَوْلُ الْجُمْهُورِ

(عون المعبود شرح سنن أبی داود، کتاب الصلاة،باب فی وقت صلاة العصر،الجزء۱، الصفحة۴۵۵، الحدیث۳۴۹)

یعنی جمہور محدثین نے اس کا معنیٰ یہ بیان کیا ہے کہ اس نے وقت کو پا لیا یا دوسری رکعت پڑھ لے گا تو اس کی نماز پوری ہو جائے گی۔

(۶) بعض کے قول کے مطابق اس کا مطلب یہ ہے کہ جس نے ایک رکعت جماعت سے پالی اس نے نماز جماعت کا ثواب پالیا۔

(۷) یعنی جس نے ایک رکعت کو نماز سے پالیا اس نے پوری نماز کو پالیا مگر جو چیز رہ گئی ہو اس کو پورا کرے چونکہ قیامِ فاتحہ رہ گئے لہٰذا ان کو پورا کرے اس حدیث نے پیش کردہ حدیث کے مطلب کو واضح کر دیا۔

تبصرہ اُویسی: اس میں غیر مقلد نے سات وار کئے اور اس کا ہر وار خطا گیا مثلاً حسبِ عادت حدیث کو ضعیف

کہا۔بالفرض والتسلیم مان لیا گیا کہ یہ حدیث ضعیف ہے لیکن بخاری کی حدیث تو صحیح ہے۔پھر وہ قاعدہ کیوں بھول گئے کہ حدیث ضعیف حدیث صحیح سے ہو جائے تو وہ حدیث حسن لغیرہ ہو جاتی ہے اور وہ قابلِ قبول ہوتی ہے جب یہ لوگ اپنا مقصد ثابت کرنا چاہتے ہیں تو تمام قواعد وضوابط بھول جاتے ہیں۔حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا قول ان کے فتویٰ سے منسوخ مانو لیکن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی صحیح حدیث بخاری تو منسوخ نہیں ہو سکتی۔

(۴) لفظ رکعت ہے نہ کہ رکوع پھر ایک قاعدہ غیر مقلد کو یاد آئے گا کہ حقیقت کے ہوتے مجاز کا کوئی اعتبار نہیں یہ قواعد مسلم لیکن یہ تو بتاؤ کہ رکعت بھی رکوع ہے اور اس کا قرینہ بھی قویہ موجود ہے وہ ہے حدیث بخاری پھر انکار کیوں صرف اس لئے تاکہ اس سے حنفیوں کی تائید ہوتی ہے اور غیر مقلدوں کی تردید اس کے بعد ۵ تا ۷ جواب ہمارے منافی نہیں اور نہ ہی اس کے دیگر مضامین ہمیں مضر۔

الحمدللہ احناف کو صحیح حدیث بخاری پر عمل نصیب ہے اور اہل اسلام کی وہ نمازیں بھی صحیح ہیں جن کے رکوع میں آکر ملتے ہیں اور غیر مقلدین نہ صرف اس حدیث کے عمل سے محروم ہیں اپنی کم عقلی کی وجہ سے بے شمار روایات پر عمل نہیں کر رہے۔

؎ نصیب اپنا اپنا قسمت اپنی اپنی

فقط والسلام

الفقیر القادری محمد فیض احمد اُویسی رضوی غفرلہٗ

۱۵ محرم الحرام ۱۴۲۱ھ
بروز جمعہ ساڑھے نو بجے صبح

☆......☆......☆